

قانون معاشرت

(۸)

(گزشتہ سے پیوستہ)

ایلا

لِّلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَاءِهِمْ تَرْبُصْنَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ، فَإِنْ فَاءَ وَ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ، فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔ (البقرہ ۲۳۶-۲۳۷)

”اُن لوگوں کے لیے چار ماہ کی مہلت ہے جو اپنی بیویوں سے نہ ملنے کی قسم کھا بیٹھیں۔ پھر وہ رجوع کر لیں تو اللہ بخشنے والا ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے۔ اور اگر طلاق کا فیصلہ کر لیں تو (اُنہیں معلوم ہونا چاہیے کہ) اللہ سمیع و علیم ہے۔“

سورہ بقرہ کی اس آیت میں عورتوں سے ایلاء کا حکم بیان ہوا ہے۔ یہ عرب جاہلیت کی ایک اصطلاح ہے جس کا مفہوم بیوی سے زن و شو کا تعلق نہ رکھنے کی قسم کھا لینا ہے۔ اس طرح کی قسم اگر کھالی جائے تو اس سے بیوی چونکہ معلق ہو کر رہ جاتی ہے اور یہ چیز عدل و انصاف اور برو تقویٰ کے منافی ہے، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے چار مہینے کی مدت مقرر کر دی ہے۔ شوہر پابند ہے کہ اس کے اندر یا تو بیوی سے ازدواجی تعلقات بحال کر لے یا طلاق دینے کا فیصلہ ہے تو اس کو طلاق دے دے۔

پہلی صورت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ غفور و رحیم ہے۔ یعنی اگرچہ یہ قسم حق تلفی کے لیے کھائی گئی تھی اور اس طرح کی قسم کھانا کسی شخص کے لیے جائز نہیں ہے، لیکن اصلاح کر لی جائے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادیں گے۔ اس میں، ظاہر ہے کہ شوہر قسم توڑنے کا کفارہ ادا کرے گا۔

دوسری صورت کے بارے میں فرمایا ہے کہ اللہ سمیع و علیم ہے۔ یعنی اگر طلاق کا فیصلہ کر لیا ہے تو اس میں اللہ کا قانون اور

اس کے حدود و قیود ہر حال میں پیش نظر رہنے چاہئیں۔ اللہ ہر چیز کو سنتا اور جانتا ہے۔ کسی کے ساتھ کوئی زیادتی ہوگی تو وہ ہرگز اس سے چھپی نہ رہے گی۔

اس سے معلوم ہوا کہ عذر معقول کے بغیر بیوی سے ازدواجی تعلق منقطع کر لینا کسی شخص کے لیے جائز نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اس کے لیے اگر قسم بھی کھالی گئی ہے تو اسے توڑ دینا ضروری ہے۔ یہ عورت کا حق ہے اور اسے ادا نہ کرنے پر دنیا اور آخرت، دونوں میں شوہر کو مجرم قرار دیا جاسکتا ہے۔

ظہار

الَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَائِهِمْ مَا هُنَّ أُمَّهَاتِهِمْ، إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ، وَأَنَّهِنَّ لَيَقُولُنَّ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا، وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوفٌ غَفُورٌ۔ وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا، فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَّاسَا ذَلِكَ تَوْعَظُونَ بِهِ، وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ۔ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَّاسَا، فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فِطَاعًا سِتِّينَ مِسْكِينًا۔ ذَلِكَ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ، وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔

(المجادلہ ۵۸: ۲-۴)

”تم میں سے جو اپنی بیویوں سے ظہار کر بیٹھتے ہیں، وہ ان کی مائیں نہیں بن جاتی ہیں۔ ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے۔ اس طرح کے لوگ، البتہ ایک نہایت بیہودہ اور جھوٹی بات کہتے ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ بڑا معاف کرنے والا اور مغفرت فرمانے والا ہے۔ اور (اس معاملے میں حکم یہ ہے کہ) جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کر بیٹھیں، پھر اسی بات کی طرف پلٹیں جو انہوں نے کہی تھی تو ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کیا جائے گا۔ یہ بات ہے جس کی تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے پوری طرح واقف ہے۔ پھر جسے غلام میسر نہ ہو، اُسے دو مہینے کے پے در پے روزے رکھنا ہوں گے، اس سے پہلے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ اور جو یہ بھی نہ کر سکے تو وہ ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔ یہ اس لیے ہے کہ تم اللہ اور اُس کے رسول کو فی الواقع مانو۔ اور یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں، (انہیں اللہ اور رسول کے منکر ہی توڑتے ہیں)، اور اس طرح کے منکروں کے لیے بڑی دردناک سزا ہے۔“

یہ ’ظہار‘ کا حکم ہے۔ ایلا کی طرح ظہار بھی عرب جاہلیت کی اصطلاح ہے۔ اس کے معنی یہ تھے کہ شوہر نے بیوی کے لیے ’انت علی کظہرامی‘ (تجھے ہاتھ لگایا تو گویا اپنی ماں کی پیٹھ کو ہاتھ لگایا) کے الفاظ زبان سے نکال دیے ہیں۔ زمانہ جاہلیت

میں بیوی کو اس طرح کی بات کہہ دینے سے ایسی طلاق پڑ جاتی تھی جس کے بعد بیوی لازماً شوہر سے الگ ہو جاتی تھی۔ اہل عرب سمجھتے تھے کہ یہ الفاظ کہہ کر شوہر نہ صرف یہ کہ بیوی سے اپنا رشتہ توڑ رہا ہے، بلکہ اسے ماں کی طرح اپنے اوپر حرام قرار دے رہا ہے۔ لہذا ان کے نزدیک طلاق کے بعد توجوع کی گنجائش ہو سکتی تھی، لیکن ظہار کے بعد اس کا کوئی امکان باقی نہ رہتا تھا۔^{۲۴}

قرآن نے یہ اسی کا حکم بیان کیا ہے۔ اس میں پہلی بات یہ واضح کی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص منہ پھوڑ کر بیوی کو ماں سے یا اس کے کسی عضو کو ماں کے کسی عضو سے تشبیہ دے دیتا ہے تو اس سے بیوی ماں نہیں ہو جاتی اور نہ اس کو وہ حرمت حاصل ہو سکتی ہے جو ماں کو حاصل ہے۔ ماں کا ماں ہونا ایک امر واقعی ہے، اس لیے کہ اس نے آدمی کو جنما ہے۔ اس کو جو حرمت حاصل ہوتی ہے، وہ اسی جننے کے تعلق سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ ایک ابدی اور فطری حرمت ہے جو کسی عورت کو محض منہ سے ماں کہہ دینے سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ لہذا اس طرح کی تشبیہ سے نہ کسی کا نکاح ٹوٹتا ہے اور نہ اس کی بیوی اس کے لیے ماں کی طرح حرام ہو جاتی ہے۔ سورہ احزاب میں یہ بات اس طرح بیان ہوئی ہے:

وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمْ الٰی تَظْهَرُوْنَ مِنْهُنَّ
اُمَّهَاتِكُمْ۔ (۴:۳۳)

”اور اپنی جن بیویوں سے تم ظہار کرتے ہو، اللہ نے ان کو تمہاری مائیں نہیں بنایا ہے۔“

دوسری یہ واضح کی گئی ہے کہ اس طرح کی بات اگر کسی شخص نے کہی ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ یہ ایک نہایت بیہودہ اور جھوٹی بات ہے جس کا تصور بھی کسی شریف آدمی کو نہیں کرنا چاہیے، کجا یہ کہ وہ اسے زبان سے نکالے۔ اس پر سخت محاسبہ ہو سکتا تھا، لیکن اللہ بڑا معاف کرنے والا اور مغفرت فرمانے والا ہے۔ لہذا کوئی شخص اگر اشتعال میں آ کر اس طرح کی خلاف حقیقت بات منہ سے نکال بیٹھے اور اسے اپنی غلطی کا احساس ہو تو اللہ اس سے درگزر فرمائیں گے۔

تیسری یہ واضح کی گئی ہے کہ اس کے یہ معنی بہر حال نہیں ہیں کہ اسے بغیر کسی تشبیہ کے چھوڑ دیا جائے۔ انسان کی معاشرتی زندگی پر اس طرح کی باتوں کے اثرات بڑے غیر معمولی ہوتے ہیں، اس وجہ سے ضروری ہے کہ اس کی تادیب کی جائے تاکہ آئندہ وہ بھی احتیاط کرے اور دوسروں کو بھی اس سے سبق حاصل ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ بیوی کو ہاتھ لگانے سے پہلے اسے اپنے اس گناہ کا کفارہ ادا کرنا چاہیے۔

یہ کفارہ درج ذیل ہے:

ایک لونڈی یا غلام آزاد کیا جائے۔^{۲۵}

^{۲۴} المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، جواد علی ۵/۵۵۱۔

^{۲۵} اصل میں لفظ ’رقبہ‘ استعمال ہوا ہے جس کے معنی گردن کے ہیں۔ اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ لونڈی یا غلام کی کوئی تخصیص نہیں ہے،

وہ میسر نہ ہو تو پے در پے دو مہینے کے روزے رکھے جائیں۔

یہ بھی نہ ہو سکے تو ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس حکم کی تعمیل اگر اس کی صحیح روح کے ساتھ کرو گے تو اس سے اللہ اور رسول پر تمہارا ایمان محکم ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان اگر اپنی کسی غلطی کی تلافی اس طرح کی کوئی مشقت اٹھا کر کرتا ہے تو اس سے غلطی کی تلافی بھی ہو جاتی ہے اور اسے اپنے ایمان و عقیدہ میں رسوخ بھی حاصل ہوتا ہے۔

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

دونوں میں سے جو بھی میسر ہو، اس سے کفارہ ادا ہو جائے گا۔ غلاموں کی آزادی کے لیے جو اقدامات اسلام نے کیے، یہ بھی انھی میں سے ہے۔ چنانچہ دیکھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بعد کی دونوں صورتوں پر مقدم رکھا ہے۔ غلامی ختم ہو جانے کے بعد اب ظاہر ہے کہ یہی دونوں صورتیں باقی رہ گئی ہیں۔

۲۶ اصل میں 'متتابعین' کا لفظ آیا ہے۔ اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر دو مہینے کے روزے پورے ہونے سے پہلے کسی شخص نے بیوی سے ملاقات کر لی تو اسے از سر نو پورے روزے رکھنا ہوں گے۔